جلسہ سالانہ کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دیتا ہے۔

اعلیٰ اخلاق میں عالمی معیار قائم رکھنا بہت ضروری ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 / جولائی 1994ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا:۔

گزشتہ دو خطبات چونکہ کینیڈا کے سفر کے دوران گزرے اس لئے براہ راست ٹیلی ویژن پر وہ خطبات دکھائے نہیں جاسکے لیکن ان کی ریکارڈنگ یہاں بھجوائی جاتی رہی ہے جس طرح پرانے خطبات ان دو خطبات کے موقع پر کام آگئے یہ دو خطبات جو کینیڈا میں دئے گئے تھے وہ بھی آپ کو بعد ازاں کسی وقت دکھا دئے جائیں گے۔

کینیڈا کا سفر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے بہت کامیاب گزرا۔ اس دفعہ کینیڈا کے جلسوں میں حاضری خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ موقع سے دگنی یا اس سے بھی زائد تھی۔ اگرچہ امریکہ سے بھی بہت بھاری تعداد میں زائرین تشریف لائے تھے لیکن ان کی تعداد کو الگ بھی کر دیا جائے تب بھی کینیڈا کے زائرین جو باہر سے آئے تھے اور ٹورانٹو کے رہنے والے احمدی ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے کافی زیادہ تھی۔ بہت سی ایسی تعداد تھی جو پاکستان سے نئے آنے والے تھے۔ یعنی وہ پرانے احمدی احباب جو اس انتظار میں تھے کہ ان کو قومی طور پر رہائش کا حق مل جائے اور وہ اپنے اہل وعیال کو بلاسکیں۔ اس عرصہ میں زیادہ تر تعداد کا اضافہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کینیڈین حکومت نے قومی طور پر وہاں رہنے کی اجازت کا حق

دے دیا اوران کے خاندانوں کو بلوانے کا حق دے دیا۔ اس پہلو سے بکثرت ملاقاتیں ایسے لوگوں سے تھیں جن سے گزشتہ دس گیارہ سال سے ملنے کا موقع نہیں ملا تھا اور کینیڈا کے جلسے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں طرف کی دیرینہ ضرورت پوری ہوگئی۔

تربیتی لحاظ سے کینیڈا میں جو ضرورتیں ہیں ان کا ایک حصہ تو صرف دورے کے نتیجے میں ہی خود بخود پورا ہو جاتا ہے۔ وہ نئی نسل کے نوجوان جو کچھ عرصہ بیرونی فضا میں دم لینے کی وجہ سے کسی حد تک اگر نہیں تو کچھ نہ کچھ متأثر ضرور ہو جاتے ہیں۔ جب ان سے دوروں کے وقت ملاقاتیں ہوتی ہیں، جلسوں میں وہ ذوق وشوق سے حصہ لیتے ہیں تو وہ سارے زنگ جو بیرونی فضا کے ان پر لگے ہوتے ہیں وہ خود بخود دھل جاتے ہیں اور دھلے دھلائے نئے پاک چہرے نمایاں ہو جاتے ہیں، کوئی کدورت باقی نہیں رہتی۔ یہ تو ایک عمومی فائدہ ہے جو دوروں کے نتیجے میں پہنچتا ہی ہے۔ اس کے علاوہ نئی نسلوں کا سوال و جواب کا موقع ملتا ہے اور اس دفعہ مثلاً خصوصیت سے ہم نے بچیوں کے سوال و جواب کی جو مجلس رکھی تھی وہ بہت ہی مفید رہی۔ میرے لئے اس لحاظ سے کہ مجھے نئی نسل کی احمدی بچیوں کے سوالات کو بذاتِ خود سننے کا موقع ملا اور نفسیاتی لحاظ سے جو مسائل ہیں ان کو سمجھنے کا موقع ملا۔ ان کے لئے اس لحاظ سے کہ وہ باتیں جو بسا اوقات ان کے ماں باپ بھی ان کو سمجھاتے تھے اور سمجھ نہیں سکتی تھیں وہ مجھ سے جواب سننے کے بعد نہ صرف ان کے چہروں سے اطمینان ظاہر ہوتا تھا بلکہ آپس میں جب انہوں نے باتیں کیں اور وہ باتیں مجھ تک پہنچیں تو یہ معلوم کر کے دل اللہ تعالیٰ کے شکر سے لبریز ہو گیا کہ وہ تمام سوال کرنے والیاں بھی اور جو نہیں سوال کر سکتی تھیں ان سب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح جوابوں سے تسلی ہوئی اور اسلام کی حقانیت پر دل پہلے سے بڑھ کر مطمئن ہوا۔ میں نے ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ میں سے وہ بچیاں جو پہلے سے سوال لے کر بیٹھی ہوئی تھیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے وہ سوال نہیں کئے جا سکے، تقریباً دو گھنٹے وہ مجلس رہی، لیکن اس کے باوجود بہت سے سوال باقی دکھائی دے رہے تھے کیونکہ بچیوں کی قطار ابھی باقی تھی کہ وقت ختم ہو گیا۔ ان سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آپ یہاں بھجوا دیں تو انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعے ہم انشاء اللہ ان سوالات کے جواب دیں گے اور آئندہ بھی تمام دنیا کے احمدیوں کو میری نصیحت ہے کہ اپنی نئی نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں کے سوالات خصوصیت سے یہاں بھجوا دیا کریں تا کہ ایک عالمی مجلس

سوال و جواب کے ذریعہ ان کے سوالات کے براہِ راست جواب دیئے جاسکیں۔ اس پر جو ضمنی سوال اٹھیں گے پھر انشاء اللہ ان پر بھی گفتگو ہوتی رہے گی۔

بہر حال یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت برکات لے کر آیا، بہت سی برکات دائمی صورت میں پیچھے چھوڑ گیا اور اس موقع پر چونکہ وہ براہِ راست کینیڈا والے بھی میرا خطبہ سن رہے ہوں گے ان کو میں اپنی طرف سے بھی اور تمام جماعت عالمگیر کی طرف سے بھی کامیاب جلسہ پر مبارکباد دیتا ہوں اور تمام کارکنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دن رات بے حد محنت کی اور بڑی قربانی کے جذبے سے اپنے سپرد ذمہ داریوں کو نبھایا۔ ہر پہلو سے خدا کے فضل سے انتظام بہت اعلیٰ تھا اور نمونے کا تھا۔ کھانے کا معیار بھی بہت اچھا تھا۔ یہاں تک کہ بہت سے لوگ جن کو دوسری جگہ ہر قسم کے اچھے کھانے میسر تھے، وہ کھانے چھوڑ کر لنگر کے کھانے کی طرف زیادہ مائل رہے اور بہت شوق سے ذکر کرتے رہے کہ جو مزا لنگر کی دال کا یا آلو گوشت کا آتا ہے، وہ اور کسی کھانے میں نہیں آتا۔ تو یہ بین الاقوامی طور پر جلسہ سالانہ قادیان کی چھوٹی چھوٹی صورتیں جگہ جگہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ کوشش یہی ہے کہ بعینہٖ ویسی ہوں جیسا کہ قادیان میں جلسے ہوا کرتے تھے اور الحمد للہ کہ جو کچھ کمی اس پہلو سے رہ گئی تھی وہ ہمارے آپس میں مل بیٹھ کر معاملہ فہمی کے نتیجہ میں بہت حد تک دور ہوگئی اور آخری صورت میں یہ جلسہ کئی پہلوؤں سے قادیان کی یاد دلانے والا تھا۔ میری خواہش یہی ہے کہ قادیان کا جلسہ ہر جماعت میں اس طرح منعقد کیا جائے، انہی روایات کے ساتھ، انہی اعلیٰ نیک اور پاک نصیحتوں کا نمونہ بن کر آئے اور انہی اعلیٰ اور پاک نصیحتوں پر عمل کرنے کا نمونہ بن کر آئے۔ اگر ہر جلسہ ایسا ہو تو خدا کے فضل سے تمام ان ملکوں میں جہاں ایسے جلسے ہوتے ہیں۔ جماعت کے آپس میں محبت کے رشتوں میں پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے کے سامان ہوں گے اور اس پہلو سے تمام سالانہ جلسے جماعت کو آپس میں محبت میں باندھنے میں غیر معمولی کردار ادا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلے جلسے کی اغراض بیان فرمائی تھیں ان میں ایک یہ اہم غرض تھی کہ ان جلسوں کے ذریعے مختلف جگہوں کے احمدی آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے، اس طرح مودّت یعنی محبت کا رشتہ قائم ہوگا، ایک دوسرے کو سمجھیں گے، ایک دوسرے سے فائدہ اٹھائیں گے اور اس طرح ایک عالمی برادری وجود میں آنے لگے گی۔ پس یہ ضروری ہے کہ ہر

ملک میں اسی طرح کے جلسے انہی فوائد کو لئے ہوئے جماعت کے سامنے بار بار آتے رہیں اور اس طرح ایک ملکی سطح پر جب باہمی محبت کے رشتے بنیں گے تو ان ملکوں میں جو باہر سے لوگ جاتے ہیں وہ بھی ایک عالمی برادری کا احساس پیدا کرنے میں مزید ممد ثابت ہوں گے اور ہوتے ہیں۔ افریقہ کے ممالک میں جب جلسے ہوتے ہیں تو افریقہ کے اردگرد کے ممالک سے کچھ نمائندے پہنچتے ہیں۔ جب امریکہ میں جلسے ہوتے ہیں تو وہاں سے اردگرد کے ممالک سے شامل ہونے والے احمدی پہنچتے ہیں۔ اگرچہ فاصلے وہاں بہت زیادہ ہیں مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی دکھائی دے ہی دیتا ہے۔ کوئی سرینام کا بھی نمائندہ مل جاتا ہے، کوئی گیانا کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے، کوئی ٹرینیڈاڈ کا نمائندہ بھی مل جاتا ہے۔ غرضیکہ کینیڈا میں جلسہ ہو یا شمالی امریکہ میں اردگرد کے ممالک کی نمائندگی ضرور ہوتی ہی رہتی ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت کا دائرہ مودّت، باہم ایک دوسرے سے ملاقات کے سامان مہیا ہونے کے نتیجہ میں پہلے سے زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتا ہے اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔

جو مضمون میں نے اس سے پہلے شروع کر رکھا ہے یہ بھی دراصل اسی مضمون کا حصہ ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں یعنی تمام دنیا میں ایک مضبوط احمدی بھائی چارہ اس معیار کا قائم کیا جائے جس معیار کا بھائی چارہ قرآن ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔ جس معیار کا بھائی چارہ قرآن کریم کی زندہ مثال حضرت اقدس محمد ﷺ کے ذریعے چودہ سو سال پہلے بڑی کامیابی اور بڑی شان کے ساتھ مکّے اور مدینے میں قائم ہوا تھا اور دیر تک ان تربیت یافتہ، باہمی محبت کے رشتوں میں بندھے ہوئے صحابہ کرامؓ نے آگے پھر اس بھائی چارے کو پھیلایا اور مختلف ملکوں تک پہنچایا۔ اب دور یہ ہے کہ آخرین کے سپرد یہ ذمہ داری ہے۔ چودہ سو سال کے فاصلے بیچ میں حائل ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ انتظام فرمادیا ہے کہ آخرین، اولین ہی کی طرح انہی سے اچھی ادائیں سیکھتے ہوئے، دل لبھانے والے انداز اپناتے ہوئے، تمام دنیا کو پھر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ہاتھ پر جمع کریں گے اور جلسہ سالانہ کی روایات اس میں بہت ہی ممد ہیں۔

اب عنقریب آپ کے ہاں یعنی یو۔کے میں بھی ایک جلسہ ہونے والا ہے اور یہ جلسہ عام جلسوں کے مقابل پر زیادہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی پہلو سے دور دراز سے لوگ اس جلسے میں ضرور شامل ہونے کے لئے آتے ہیں۔ محض میری شمولیت کی بات نہیں ورنہ میں تو جرمنی کے جلسوں

میں بھی شامل ہوتا ہوں، بعض دیگر یورپین ممالک میں بھی شامل ہوتا ہوں، امریکہ بھی جاتا ہوں۔ وہاں اردگرد کے علاقوں سے تو لوگ پہنچ جاتے ہیں لیکن عالمی نمائندگی نہیں ہوتی۔ یہ وہ جلسہ ہے جو آنے والا ہے جس میں عالمی نمائندگی اسی انداز پر ہوتی ہے۔ جس انداز پہ قادیان یا ربوہ کے جلسوں میں ہوا کرتی تھی۔ پس UK کی جماعت کے لئے یہ بات بہت مبارک ہے اور جتنی مبارک ہے اسی قدر ذمہ داریوں کو بھی بڑھاتی ہے اور میں خوش ہوں اور مطمئن ہوں کہ UK کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو نہایت عمدگی سے نبھاتی چلی جارہی ہے اور امید ہے کہ آئندہ ہر سال زیادہ عمدگی سے ان ذمہ داریوں کو نبھاتی چلے جائے گی۔

پس آنے والے دنوں کے لئے ابھی سے تیاریاں کریں ابھی سے جائزے لیں کہ گزشتہ سالوں میں کیا کمی رہ گئی تھی۔ جسے پورا کرنے کے لئے ہمیں محنت کرنی چاہئے۔ اب غالباً تین ہفتے باقی رہ گئے ہیں۔ اس عرصہ میں بہت سے کام ہونے والے باقی ہیں۔ ظاہری طور پر جو اسلام آباد کی سجاوٹ اور صفائی کے معاملات ہیں ان پر مسلسل توجہ دی جارہی ہے اور اس وقت بھی ٹیمیں کام کر رہی ہیں۔ خدام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی محنت سے دور دور سے آتے ہیں اور بہت اخلاص کے ساتھ خدمت کرتے ہیں انصار بھی اپنی توفیق کے مطابق حصہ لیتے ہیں۔ لجنات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے دائرہ کار میں وہاں محنت کرتی ہیں اور اس حصے کو سجاتی اور ستھرا کرتی ہیں جہاں خواتین نے ٹھہرنا ہو۔ یہ کام تو ہوتے چلے آئے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

میں خصوصیت سے جو آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ عالمی بھائی چارے کے حوالے سے میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اگرچہ اکثر باہر سے آنے والے ہمیشہ UK کی جماعت کی خدمات اور اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر جاتے ہیں مگر امسال اس سے بھی زیادہ بہتر انداز میں ان کی خدمت کریں، ان کو اپنے حسن خلق سے اپنا گرویدہ بنائیں، ان کو اپنے قریب کریں تاکہ ہر آنے والا بعد میں فاصلے کے لحاظ سے دور ہو جائے مگر دلوں کے لحاظ سے اور بھی زیادہ قریب آجائے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جہاں محبت ہو وہاں فاصلے بڑھنے کے باوجود دل اور زیادہ قربت محسوس کرتے ہیں اور ملنے کی بے چینی فاصلوں کے بڑھنے سے کم نہیں ہوتی اور محبت میں کمی آنے کی بجائے اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ پس اس پہلو سے چونکہ سب دنیا سے احمدی نمائندے آئیں گے میں چاہتا ہوں کہ UK کی جماعت کو اللہ

اپنے فضل سے ایسے اعلیٰ اور پاک نمونے دکھانے اور قائم کرنے کی توفیق بخشے کہ تمام دنیا میں یہ آنے والے آپ کی محبت کی یادیں لے کر جائیں اور وہاں ایسے تذکرے کریں جن کے نتیجے میں ہر ملک میں جہاں نمائندگی ہو آپ کے انداز سیکھنے کی خواہش نہ صرف پیدا ہو بلکہ اس پر عمل کے پاک نمونے یہاں سے وہاں پہنچیں اور وہاں بھی ایسی ہی روایات کو فروغ ملے۔ ہر آنے والا جو مختلف ممالک سے آتا ہے اس میں سے کچھ ایسے ہیں جو اپنے طور پر آتے ہیں اور اکثریت ایسوں کی ہے لیکن کچھ ایسے ہیں جو باقاعدہ جماعت کی نمائندگی میں یہاں آتے ہیں۔ جو لوگ جماعت کی نمائندگی میں یہاں آتے ہیں ان کو میری نصیحت ہے کہ پہلے سے اس بات کی تیاری کر کے آئیں کہ جو لوگ ان کے ملکوں کی نمائندگی کر رہے ہیں ان کو بھی اخلاقی ضابطوں کے لحاظ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے کی تلقین کریں اور ملکی نمائندہ جو بھی امیر کی طرف سے مقرر ہو ان ملکوں کے باشندے یہاں بھی ان کی اطاعت میں رہیں۔ اگرچہ یہ اطاعت ایک قسم کے جزوی دائرے میں ہوگی مگر اس کے باوجود ایسا ہونا ممکن ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ان کے امیر کا جو نمائندہ یہاں مقرر ہوگا تمام اس ملک کے آنے والے ان کے تو ماتحت ہوں گے لیکن مقامی امیر سے آزاد ہوں گے۔ اس کا کوئی تصور اسلام میں یا نظام جماعت میں موجود نہیں۔

وہ تمام تر جس ملک میں جاتے ہیں اس ملک کی امارت کے تابع رہتے ہیں اور ان سے تعاون کرنا ان کا اولین فرض بن جاتا ہے لیکن جیسے ایک امیر کے تابع بہت سے شہر، بہت سی جماعتیں ہوتی ہیں اور اپنے دائرہ کار میں وہ اپنے اپنے صدر یا اگر امیر ہے تو اس امیر کے تابع ہوتے ہیں اسی طرح جلسے پر آنے والے بھی اپنے دائرہ کار میں اپنے امیر کے تابع ہوتے ہیں مگر نظام جماعت کی عمومیت کے اعتبار سے وہ تمام کلیۃً مقامی امیر یعنی ملک کے امیر کے تابع رہتے ہیں اور یہی نظام ہے جو انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ پس اندرونی تنظیم کی خاطر ایک دوسرے کے اخلاق پر نظر رکھنے کے لئے، ایک دوسرے کو اعلیٰ خلق کی تعلیم دینے کے لئے یہ ایک نیا پہلو ہے جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ تمام جلسے پر آنے والے اپنے اپنے ملک کے نمائندہ کے زیرنگرانی اپنے آپ کو منظّم رکھیں اور آپس میں نیک مشوروں کے لئے بھی بے شک وقت نکالیں تا کہ اس جلسے پر جو کچھ وہ سیکھیں واپس جا کر اپنے ملک میں اسے رائج کرنے کے لئے منظّم طریق پر وہ ان باتوں کو دائرہ تحریر میں لائیں اور باقاعدہ ان کی طرف سے واپسی پر اپنے ملک کی مجلس عاملہ کے سامنے رپورٹ پیش ہو۔ اگرچہ بڑے بڑے ممالک

میں تو پہلے ہی یہی رنگ اختیار کیا جاتا ہے مگر میرا اندازہ یہی ہے کہ چھوٹے ممالک میں ابھی جلسے کو اس انداز پر قائم نہیں کیا جاتا یا منعقد نہیں کیا جاتا جو قادیان کی پاک روایتیں ہیں۔ پس یہ نصیحت خصوصیت سے چھوٹے ممالک پر اطلاق پاتی ہے۔ ان کے نمائندے بھی خصوصیت سے اس بات کو زیر نظر رکھ کر آئیں ذہن نشین کر کے آئیں کہ ہم نے یہاں جو سیکھنا ہے اسے واپس جا کر اپنے ملکوں میں رائج کرنا ہے تا کہ مرکزی جلسوں کے نمونے زیادہ سے زیادہ تعداد میں کل عالم میں پھیلیں اور قائم ہو جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض وغائت میں یہ ایک اہم غرض وغائت ہے کہ اسے کسی قیمت پر بھی ثانوی حیثیت نہیں دی جاسکتی۔ جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور اگر ان پاک روایات کو آپ ہمیشہ جاری رکھیں تو اس کے علاوہ آپ کو نظم وضبط کے بھی نئے سلیقے ملتے ہیں اور ہر قسم کے کاموں میں انتظامات کا ایک ایسا تجربہ نصیب ہوتا ہے جو روزمرہ کی زندگی میں آپ کے ہر طرح سے کام آسکتا ہے اور جماعت کے کردار کی تخلیق میں بہت مدد کرتا ہے۔ جماعت کا ایک کردار ہے جس کا نہ کسی ملک سے تعلق ہے، نہ کسی قوم سے تعلق ہے، نہ کسی خاندان سے تعلق ہے۔ جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار در حقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار ہے جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجے میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح یہ جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اس کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں۔ پس آنے والوں کے لئے UK کی جماعت محنت اور تیاری کرے اور اخلاقی لحاظ سے ہر شخص جو شامل ہونے والا ہے اور میری آواز کو سن رہا ہے وہ اپنا اور اپنے بچوں اور عزیزوں کا جائزہ لے اور دیکھے کہ پہلے اگر کچھ کمزوریاں تھیں تو امسال وہ کمزوریاں نہ ہوں۔

اس پہلو سے جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کرتا رہا ہوں مگر اکثر جلسے کے قریب کے خطبے میں

بیان کرتا رہا ہوں مگر اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر جلسے سے پہلے خطبے میں یہ باتیں بیان کی جائیں تو جس وسعت کے ساتھ انہیں پھیلانے کی ضرورت ہے اور جس گہرائی سے تنظیموں کا فرض ہے کہ ان کی نگرانی کریں اور عمل درآمد میں ممد اور مددگار ثابت ہوں ان کے پاس وقت نہیں رہتا اور باتیں سننے کے باوجود انفرادی طور پر کچھ لوگوں پر اس کا اثر پڑتا ہوگا اور فائدہ اٹھاتے ہوں گے مگر جماعتی لحاظ سے ان باتوں کو جاری کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمام جماعت تک پہنچ چکی ہیں اور تمام خاندان اور افراد ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جلسے کے بہت قرب کے نتیجے میں ممکن نہیں رہتا۔ ایک اور پہلو یہ ہے کہ دور تک کی آواز پہلے تو بعض دفعہ مہینے یا دو مہینے بعد پہنچا کرتی تھی اور اب ٹیلی ویژن کے ذریعہ خطبہ پہنچتا ہے تو ہر جگہ اس کا انتظام نہیں ہے اس لئے ہر ملک کو کچھ موقع ملنا چاہئے کہ پیغام سن کر اپنی جماعت میں آنے والوں کا جائزہ لیں، ان سے رابطہ کریں، ان تک یہ بات پہنچائیں۔ پس جلسے سے معاً پہلے کے خطبے میں یہ باتیں بیان کرنا اس حد تک سودمند یعنی فائدہ مند ثابت نہیں ہوسکتیں جتنا کچھ عرصہ پہلے بیان کرنا فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔ پس کینیڈا کے جلسے کے حوالے سے مجھے یہ خیال آیا کہ آج ہی آپ سے جلسہ سالانہ UK کے متعلق بھی چند باتیں کروں۔

ایک اہم بات جس کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں اور پھر اس کو زیادہ شدت کے ساتھ یاد دلانے کی ضرورت ہے وہ جلسے کے ایام میں نماز باجماعت کا قیام ہے۔ آنے والے مہمان بھی یکساں اس سے مخاطب ہیں اور یہاں خدمت کرنے والے بھی یکساں اس میں مخاطب ہیں۔ جلسے کے ہنگامے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر بعض دفعہ خدمت کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ خدمت تو ہم کر ہی رہے ہیں، نمازیں بھی ہو جائیں گی گویا نمازیں ثانوی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں اور خدمت اولیت اختیار کر جاتی ہے۔ یہ وہ رجحان ہے جسے شدت سے توڑنے کی ضرورت ہے۔ نمازیں اول ہی رہتی ہیں سوائے اس کے کہ خدمت کے ایسے ہنگامے میں آئیں کہ فوری طور پر اس وقت ادا نہ کی جاسکیں۔ مگر اس سے بڑا ہنگامی وقت کیا ہوسکتا ہے جبکہ قومیں اپنی زندگی اور موت کے جہاد میں مصروف ہوں اور اس سے زیادہ یہ ہنگامہ کیسے اہمیت اختیار کرسکتا ہے کہ جب اس زندگی اور موت کی جدوجہد میں مرکزی حیثیت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو حاصل ہو۔ ایسی صورت میں بھی عین جنگ کے درمیان نماز باجماعت کے احترام کو اس شدت سے قائم کیا گیا کہ یہ خصوصی حکم دیا گیا کہ اس دوران اگر

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ باجماعت نماز پڑھائیں تو شامل ہونے والے آدھی نماز پڑھ کر واپس جائیں تاکہ دوسروں کو موقع ملے کہ وہ آجائیں اور بقیہ آدھی نماز پیچھے پڑھ سکیں اور پھر باقی اپنی بقیہ نماز سب اپنے اپنے وقت پر جا کے پوری کریں۔ اس سے زیادہ نماز باجماعت کے قیام کی اہمیت کا اور کوئی نمونہ پیش کرنا ممکن نہیں اور اس کی روشنی میں نماز باجماعت کی اہمیت کا اندازہ لگانا آسان نہیں بلکہ ایک پہلو سے مشکل ہو جاتا۔ یعنی معاملہ اتنا بلند ہو جاتا ہے کہ عام انسان کی سوچ کی سطح سے بھی اوپر نکل جاتا ہے۔ اتنی زیادہ اہمیت نماز باجماعت کی کہ جہاد ہو رہا ہے، لڑائی جاری ہے اور سپاہی اپنے اپنے لڑنے کے مقام سے واپس آتے ہیں اور آنحضور ﷺ کے پیچھے باجماعت ایک رکعت نماز پڑھتے ہیں اور کچھ انتظار کرتے ہیں کہ وہ پڑھ لیں تو پھر ہم واپس اپنی جگہوں پر جائیں۔ یہ جہاں معاملے کو آسان بناتا ہے وہاں مشکل بھی بنا دیتا ہے اور اسی حیرت انگیز خصوصی حکم کے متعلق میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایک مشکل میرے ذہن میں بھی ابھرتی تھی۔ جس کا یہ حل سمجھ میں آیا کہ یہ حکم استثنائی طور پر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے صحابہؓ کے تعلق کے نتیجے میں ہے۔

آنحضور ﷺ کے عشاق آپؐ سے ایسی محبت رکھتے تھے کہ جہاں شہادت سامنے کھڑی دکھائی دیتی تھی وہاں یہ خیال کہ ایک نماز آنحضورؐ پڑھا رہے ہوں اور ہم اس میں شمولیت سے محروم رہ جائیں اس قدر سوہان روح تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پیار و محبت سے ان دلوں کی بیقراری کو دیکھا اور اس کا یہ حل تجویز فرمایا۔ ایک بہت ہی عظیم گواہی ہے صحابہؓ کے عشق پر بھی اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر ان کے ایمان کی صداقت اور حقانیت پر کہ ایسے وقت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گواہی کبھی خدا کی طرف سے کسی کے حق میں نہیں دی گئی کہ عشاق کے دل پر نظر پڑے اور یہ حکم ہو کہ عین جنگ کے دوران لڑتے لڑتے تمہیں اجازت ہے کہ اپنی دلی تمناؤں کو پورا کر و اور اگر شہادت مقدر ہے تو اس سے پہلے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی امامت میں ایک رکعت ہی سہی مگر ایک رکعت باجماعت ادا کرو۔ تو یہ تو اس پہلو کا حل ہے جو میں نے کہا تھا کہ یہ معاملہ جہاں اہمیت کو آسان بناتا ہے وہاں مشکل بھی بنا کے دکھاتا ہے۔ پس میں نے غور کیا تو مجھے اس مشکل کا یہی حل دکھائی دیا مگر نماز باجماعت کی اہمیت اپنی جگہ اس سے سوا بھی باقی رہتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے ہنگامے ثانوی حیثیت رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ ناممکن ہو جائے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ بعض دفعہ سارا دن ایسا شدید ہنگامہ رہا کہ

خدا تعالیٰ کے ہاں یہ منظور نہیں تھا کہ آنحضورﷺ اس شدید مصروفیت کے وقت پانچ نمازیں الگ الگ پڑھ سکیں۔ پس ایک ایسے ہی موقع پر آنحضرتﷺ نے پانچ نمازیں اکٹھی ایک دوسری کے بعد باجماعت پڑھائیں اور سب رفقائے کار نے اس میں شرکت کی، سب صحابہؓ نے شرکت کی، اور وہ موقع ہے جب آپ نے ان ظالموں کو بددعا دی کہ لعنت ہو ان پر جن کی وجہ سے ہمیں نمازیں وقت کے بعد پڑھنی پڑیں۔ ورنہ آنحضورﷺ کے منہ سے بددعا کے کلمات نہیں نکلا کرتے تھے۔ اس سے بھی وقت پر نماز پڑھنے اور باجماعت پڑھنے کی اہمیت کا آپ کو اندازہ ہوگا مگر مرور زمانہ سے رفتہ رفتہ مسلمانوں میں سے باجماعت نماز کے اہتمام کا تصور مٹتا جا رہا ہے اور انفرادی نماز ہی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔

جہاں انفرادی نماز کو کافی سمجھا جائے وہاں انفرادی نماز بھی رفتہ رفتہ اٹھنا شروع ہو جاتی ہے اور معاشرے میں انفرادی نماز ادا کرنے والے بھی تھوڑے رہ جاتے ہیں کیونکہ درحقیقت انفرادی نماز کی باجماعت نماز حفاظت کرتی ہے۔ اگر باجماعت نماز کو اہمیت دی جائے اور شدت سے قائم کیا جائے تو نماز قائم کرنے کا دوسرا مفہوم بھی اس میں داخل ہے۔ اول قیام نماز سے مراد یہ ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ اصل حق عبادت کا تب ادا ہوتا ہے کہ تمام جماعت مل کر خدا کے حضور حاضر ہو اور اسی پہلو سے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں ”ہم“ کے لفظ سے خدا کے حضور گزارش کی جاتی ہے جس میں باجماعت کا تصور شامل اور داخل ہے ورنہ انفرادی نماز میں تو اِیَّاکَ اَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ کہا جا سکتا تھا۔ پس باجماعت نماز ایک گہرا فلسفہ رکھتی ہے اور یہ وہ طریق عبادت ہے جس کے نتیجے میں حقیقت میں عبادت خدا کے حضور قائم ہوتی ہے۔ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔

دوسرا مفہوم قیام عبادت کا میں نے جیسا کہ اشارہ کیا ہے وہ یہ تھا کہ عبادت کے باجماعت ادا کرنے سے انفرادی عبادت کو تقویت ملتی ہے اور وہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے کیونکہ جتنے باجماعت نماز پڑھنے والے ہیں وہ گھروں سے رخصت ہوتے وقت بھی گھروں میں عبادت کر کے جاتے ہیں۔ واپس آتے وقت بھی ایک معین وقت پر عبادت کرتے ہیں اور وہ خاص ایسے معین وقت ہیں جبکہ اہل خانہ اور بچے ان کو دیکھتے ہیں اور نمازوں کی اہمیت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو جاتی ہے۔ جو لوگ باجماعت نماز کے لئے پانچ وقت گھروں کو نہیں چھوڑتے وہ انفرادی طور پر پڑھتے بھی ہیں تو اپنی مرضی اور اپنے وقت سے پڑھتے ہیں اور ضروری نہیں کہ ایک خاندان والے اس کو خصوصیت سے

دیکھیں اور اس عبادت کا ان کے دل پر گہرا اثر پڑے۔ لیکن نظام کے ساتھ، پابندی کے ساتھ، عین معین وقت پر، ان کا اپنے گھروں اور آراموں سے جدا ہو کر باہر نکل جانا اور جانے سے پہلے کچھ نماز پڑھنا پھر واپسی پر کچھ نماز پڑھنا، یہ ایسی یادیں ہیں جو بچپن ہی میں ذہن اور دل کے پردوں پر ثبت ہو جاتی ہیں۔ اور ایسی اولادیں جو اپنے باپوں، بھائیوں وغیرہ کو ایسا کرتے دیکھتی ہیں ان کے لئے ممکن نہیں کہ اس یاد کو بھلا سکیں اور اس کے نتیجے میں نماز کی اہمیت ہمیشہ کے لئے آئندہ نسلوں کے دلوں میں منتقل ہو جاتی ہے پس اس پہلو سے بھی یہ ایک بہت ہی اہم حکم الٰہی ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ ہماری روحانی زندگی کا ایک مرکزی ستون ہے جس کے بغیر روحانی زندگی کی عمارت قائم ہی نہیں رہ سکتی۔

پس جلسوں میں بھی اس کو شدت کے ساتھ قائم کرنا، ایک اہم ترین ضرورت ہے اور اس پہلو سے بھی ضروری ہے کہ جلسوں پر عام طور پر صرف احمدی ہی نہیں بلکہ بعض غیر احمدی، بعض غیر مسلم بھی شامل ہوتے ہیں اور وہ عمومی طور پر آپ کا ایک جائزہ لے رہے ہوتے ہیں اور اس جائزے کے نتیجے میں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ کیا اس لائق ہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوا جائے یا نہ ہوا جائے۔ ایسے موقعوں پر آپ کی بے اعتنائیاں، ان کے دلوں پر منفی اثر قائم کرتی ہیں اور عبادت کا ذوق وشوق، ان کے دلوں کو احمدیت کی صداقت کا پہلے سے بڑھ کر قائل کر دیتا ہے اور جن جگہوں میں بھی عبادت ذوق وشوق سے ادا کی جائے بعض لوگ ان یادوں کو ہمیشہ احترام سے دیکھتے ہیں اگر چہ احمدی ہونے کی توفیق نہ بھی ملے تو ہمیشہ ان کا ذکر پیار اور محبت سے کرتے ہیں۔ پس بہت سے غیر احمدی اخباروں کے نمائندے یا دیگر اپنی اپنی جگہوں میں اہمیت رکھنے والے سردار جب قادیان آیا کرتے تھے تو واپسی پر جب وہ تبصرے لکھتے تھے اور بہت سے ان کے تبصرے اخباروں میں چھپے ہوئے بھی موجود ہیں۔ ایک چیز کا وہ نمایاں طور پر ذکر کرتے تھے کہ وہ عجیب قوم ہے کہ ادھر نماز کا وقت ہوا ادھر سارا شہر خاموش ہو گیا اور مسجدیں جاگ اٹھیں اور مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی تھیں۔ یہاں تک کہ جو مسجدوں میں جگہ نہیں پا سکتے تھے وہ باہر گلیوں میں کھڑے ہو کر نمازیں ادا کرتے تھے اور حیرت انگیز طور پر انہوں نے ان باتوں کا مشاہدہ کیا اور یہ گواہی دی کہ خدا کی عبادت کو قائم کرنے والے اگر کسی نے دیکھنے ہیں تو قادیان جا کر دیکھے۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ قادیان کی نقلیں کی جائیں تو یہ وہ نقل ہے جو سب سے

زیادہ اہم ہے۔ پس اس جلسے پر بھی نماز باجماعت کو قائم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ خود UK کی جماعت کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا کیونکہ یہاں ابھی بھی نئی نسلوں میں کچھ کمزوریاں پائی جاتی ہیں جو عبادت کے لحاظ سے کافی توجہ طلب ہیں اور بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں نوجوان رفتہ رفتہ اخلاص تو رکھتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کا اخلاص ابھی گہرے عمل کی صورت میں ڈھلا نہیں۔ بہت اچھا موقع ہے کہ جلسہ پر ان کی تربیت کی جائے اور اخلاص کو جس طرح اعمال میں ڈھالنے کی ضرورت ہے اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے اور یہ فائدہ اٹھانے کے دن ابھی شروع ہو چکے ہیں۔ اس لحاظ سے میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کی جتنی ٹیمیں وہاں خدمت خلق کے لئے پہنچتی ہیں ان پر ابھی سے نماز باجماعت کے قیام کی اہمیت واضح کرنا انتہائی ضروری ہے۔ پانچوں وقت نمازیں وقت کے اوپر باجماعت ادا ہونی چاہئیں اور تمام کام کرنے والے اپنے کام چھوڑ کر وقت پر نماز کے لئے حاضر ہو جایا کریں۔ یہ چند دن جو ان کو تربیت کے ملیں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگیوں میں ایک نقش دوام کا کام کریں گے۔

میں امید رکھتا ہوں کہ جو کچھ وہ سیکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر آئندہ بھی ان پر عمل جاری رکھیں گے۔

پس یہ بہت ہی اہم بات ہے کہ جلسے کی تیاری کے دوران بھی نماز باجماعت کے قیام کو اہمیت دی جائے اور جلسے کے دنوں میں بھی ان کے ذہنوں اور دلوں پر یہ بات اچھی طرح ثبت کر دی جائے کہ اس دوران بھی آپ نے نماز سے روگردانی نہیں کرنی۔ وہ لوگ جو انتظاموں میں ایسے وقت میں مصروف ہوتے ہیں کہ مجبوری ہے اس وقت مہمانوں کا اتنا زور ہوتا ہے مثلاً روٹی کی تقسیم، سالن کی تقسیم اور اس قسم کے کام ہیں کہ اس وقت فوری طور پر نماز باجماعت ادا نہیں کی جاسکتی۔ ان کے افسران کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گزشتہ تجربے کی رو سے ابھی سے وہ پروگرام بنائیں اور جلسے کے پروگراموں میں ان پروگراموں کو مستقل جگہ دی جائے اور وہ اپنی اپنی امارتوں میں یہ باقاعدہ رپورٹ پیش کریں یا یوں کہنا چاہئے افسر جلسہ گاہ یا افسر جلسہ سالانہ کے سامنے باقاعدہ یہ رپورٹ بھی پیش کریں کہ ہم نے نمازوں کے متعلق یہ منصوبہ بنایا ہے، اس طریق پر عمل ہوگا۔ ہمارے اتنے فیصد کارکنان باقاعدہ مرکزی باجماعت نماز میں حصہ لے سکیں گے اور اتنے فیصد کے لئے ہم نے اپنے تجربے کی رو سے یہ یہ وقت مقرر کئے ہیں۔ اگر اس کو بھی آئندہ جلسہ سالانہ کے پروگراموں کا ایک

مستقل حصہ بنالیا جائے تو پھر یہ بات ہمیشہ وقت پر خود بخود یاد آجایا کرے گی۔ضروری نہیں کہ ہر جلسے سے پہلے خلیفہ وقت ان باتوں کو ہمیشہ دہرائے ، نہ یہ ضروری ہے کہ آئندہ خلفاء بھی اسی طریق پر ان باتوں کو دہراتے رہیں مگر وہ چیزیں جو نظام کا حصہ بن کر نقشے میں داخل ہو جایا کرتی ہیں وہ از خود موقع کے اوپر یاد آجایا کرتی ہیں۔پس یہ وہ نئی بات ہے جو میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا کے سالانہ جلسوں کے انتظامات میں داخل کر دی جائے کہ ہر افسر جو کسی شعبے کا انچارج ہے وہ اپنے شعبے میں کام کرنے والوں کے لئے نماز با جماعت کے قیام کے لئے جو بھی منصوبہ بناتا ہے اس کی تحریری رپورٹ وہ اپنے افسر کو پیش کرے اور اس طرح جلسے کو جو اجتماعی کمیٹی ہے اس کے سامنے بھی یہ بات پیش کر دی جائے کہ ہم اس سال نماز کے قیام کے سلسلے میں یہ یہ اقدامات کریں گے۔خصوصیت کے ساتھ اس میں صبح کی نماز بہت اہمیت رکھتی ہے۔صبح کی نماز کے وقت حاضری ظہر یا عصر کی نماز سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہونی چاہئے کیونکہ انتظامات کے لحاظ سے سب سے کم دباؤ صبح کی نماز کے وقت ہوتا ہے اکثر انتظامات ابھی چل نہیں رہے ہوتے۔وہ جو رات کے وقت آرام کے لئے ٹھہرے ہیں وہ صبح کی نماز کے وقت ابھی دوبارہ اٹھ کر اپنے قدموں پر چلنا شروع نہیں کرتے اور بہترین وقت ہے کہ نمازوں کی حاضری اس وقت سب سے زیادہ ہو لیکن میرا مشاہدہ یہ ہے کہ نمازوں کی حاضری اس وقت سب سے کم ہوا کرتی تھی۔لیکن جب مثلاً جرمنی میں بھی اور یہاں بھی توجہ دلائی گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بہت نیک نتیجہ ظاہر ہوا۔

کم اور زیادہ کی بحث میں ایک بات ہے جو پیش نظر رہنی چاہئے۔ظہر اور عصر اور مغرب کی نمازیں اس لئے زیادہ نمازیوں سے بھرتی ہیں کہ بہت سے بیرونی مہمان جو باہر ٹھہرے ہوئے ہیں یا مقامی لوگ جو باہر ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو آنے کا موقع ملتا ہے۔اس لئے اس استثناء کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور میں جو بات آپ سے کہہ رہا ہوں اس کو پیش نظر رکھ کر کہہ رہا ہوں۔یعنی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنی حاضری ہوتی ہے یعنی دوپہر وغیرہ کو اتنی ہی صبح ممکن ہے، یہ ممکن نہیں ہے مگر جو موجود ہیں ان کے لحاظ سے میں یہ بات کر رہا ہوں۔تناسب کے لحاظ سے ان کی حاضری صبح گر جاتی ہے۔اس کی ایک وجہ تو شاید یہ ہے کہ جلسے کے دنوں میں مہمان دیر تک پھرتے یا آپس میں باتیں کرتے، مجلسیں لگاتے اور سمجھتے ہیں کہ جلسے کے مزے پورے لوٹنے میں

تقریریں ختم ہونے کے بعد کا دور جو ہے وہ بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تقریریں تو سن لیتے ہیں کیونکہ ان کے بغیر جلسے میں شمولیت کا فائدہ کوئی نہیں۔ لیکن جو مزے اٹھاتے ہیں وہ تقریروں کے بعد اٹھاتے ہیں بعض لوگ اور یہ پھرٹولوں کی صورت میں خوب سیریں کرتے پھرتے، کہیں کباب خریدتے، کہیں تکے کھاتے، کہیں سے سموسے لیتے اور کھانے میں جو کمی ہے اس کو پورا کرتے، بچے بھی خوب پھرتے اور پھر گھروں میں یہ مجالس لگاتے، ایک دوسرے کے کیمپوں میں جا کے بیٹھتے ہیں۔ اچھا نیک مشغلہ ہے اس میں کوئی برائی نہیں، ان کا حق ہے ذرا Relax ہوں اور جو دوسرے جلسے کے فوائد ہیں ان کے پیش نظر آپس میں مل جل کر محبت بڑھائیں۔ **لیکن وہ ساری محبتیں جو آپس میں بڑھیں اور خدا کی محبت میں حائل ہو جائیں وہ محبتیں محبت کہلانے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ہمیں تو للّٰہی محبت کا حکم ہے۔**

پس وہ ساری مجالس جو رات دیر تک چلتی ہیں اگر صبح کے وقت کی نماز میں حائل ہو جائیں تو وہ نیکی کا سب کردار کھو بیٹھتی ہیں اور وہ مسلمانوں کی مجالس کہلانے کی مستحق نہیں رہتیں۔ تبھی آنحضرت ﷺ نے اس بات کو سخت ناپسند فرمایا کہ عشاء کی نماز کے بعد گپوں کی لمبی مجلسیں چلیں جو تہجد اور صبح کی نماز میں حائل ہو جاتی ہیں۔

پس اگر آپ کی مجلسیں جو ان ہنگامی دنوں میں ایک دلچسپ مجبوری بھی ہیں ضرور جاری رہنی ہیں تو اس شرط پر جاری رہیں کہ صبح کی نماز میں کسی قیمت پر حائل نہیں ہوں گی۔ اگر زیادہ دیر جاگے ہوئے ہو گئی ہے تو پھر سونے میں دیر کر دیں اور صبح کی نماز پڑھ کر جلسے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹے آرام کر لیں اور اگر یہ طاقت نہیں تو پھر آپ کو رات دیر تک جاگنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ پھر اپنے وقت پر سونا لازم ہے مگر جو بھی ہو صبح کی نماز آپ کی دیگر دلچسپیوں سے کسی قیمت پر متاثر نہیں ہونی چاہئے۔ جو خدمت کرنے والے ہیں ان کی بھی ایک نفسیات ہے۔ وہ سمجھتے ہیں رات ہم نے خوب خدمتیں کی ہیں اب ذرا آرام کر لیں یہی تو وقت آرام کا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صبح کے وقت کے آرام کا جو مزہ ہے وہ ساری رات کے دوسرے آرام کا نہیں۔ شیطان نے اس میں ایسی لذت رکھ دی ہے کہ ضرور دخل دیتا ہے اور آدمی کو کہتا ہے کہ دیکھو اب تو مزہ آ رہا ہے نیند کا، اب کونسا اٹھنے کا وقت ہے حالانکہ وہی وقت ہے اٹھنے کا۔ جو اس وقت اٹھتا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ میں نے اب اپنے سب آراموں کو خدا کی خاطر ایک

طرف پھینک دیا ہے اور وہ ترک کر کے میں اللہ کے حضور حاضر ہونے لگا ہوں۔ جو لطف ایسے اٹھنے کا ہے وہ کسی اور اٹھنے میں نہیں۔ پس خدمت کرنے والوں کو بھی میری نصیحت ہے کہ یہ عذر یا احسان پیش نظر نہ رکھیں کہ آپ نے خدمت کی ہے اس لئے صبح کی نماز ترک کرنے کا حق مل گیا ہے، ہر گز نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا جب کہ قوم سارا دن جہاد کی محنت اور مشقت کے بعد سخت تھکی ہوئی تھی اور سفر کی صعوبت بھی اس پر اضافہ تھی کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو بڑے پیار سے دیکھا ہے جو خصوصیت سے وقت پر عبادت کے لئے اٹھے تھے۔ **جب دنیا کی محنتیں یا بدنی محنتیں اتنی بڑھ جائیں کہ اس وقت نماز کے لئے اٹھنا سب سے زیادہ دوبھر ہو، وہی وقت ہے اللہ تعالیٰ کی محبت جیتنے کا، وہی تو وقت ہے خصوصیت سے اس کی نظر میں آجانے کا۔ پس خدمت کرنے والوں کی خدمتیں بھی تو اسی طرح قبول ہوں گی کہ وہ ایسی نمازوں کا حق ادا کریں جو بڑی مشکل ہو جاتی ہیں اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کی ساری خدمتیں عبادت بن جائیں گی اور اس سے اچھا اور کوئی سودا نہیں۔** پس نظام جماعت کو بھی اس بات میں ممد ہونا چاہئے کہ یہ یاددہانیاں سب کارکنوں کو ہوتی رہیں اور یہ دیکھا جائے کہ کسی نظام میں ضرورت سے زیادہ آدمی خدمت کے لئے موجود نہ رہیں سب سے کم خدمت پر مامور ہونے کا وقت نمازوں کے قیام کا وقت ہے اور یہ سبق بھی ہمیں اسی مثال سے ملتا ہے جو میں نے جہاد کی مثال آپ کے سامنے رکھی کہ عین جہاد کے دوران قرآن کریم نے نماز باجماعت کا ارشاد فرمایا ہے اور جگہ چھوڑ کر نماز کے لئے آنے کا حکم ہے۔ **پس اگر جہاد کی دفاعی ضرورت کے وقت بھی جگہ کو چھوڑ کر تعداد کو نصف کیا جا سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ جلسے کے انتظامات میں نمازوں کے قیام کے وقت کم سے کم کارکنان نہ رکھے جائیں جن کے بغیر کام چلنا ممکن نہ ہو اور جو رکھے جائیں ان کے لئے وہاں نمازوں کا انتظام ہونا چاہئے۔** پس جو پہروں کی ٹولیاں بعض جگہ بیٹھتی ہیں وہاں ان کے مرکز قائم ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے وقت خصوصیت سے کم سے کم ضروری نگران موجود رہیں اور باقی سب نماز پہ پہنچیں۔ جب وہ آجائیں تو پھر جو موجود ہیں وہ وہاں اپنی باجماعت نماز پڑھیں۔ تو اس لحاظ سے یہ جلسہ ایک مستقل نماز باجماعت کے قیام کا انداز سکھانے والا جلسہ بن جائے اور جو میں نے نصیحت تمام دنیا کی جماعتوں کو کی ہے اس نصیحت کی بہترین مثال UK کی جماعت پیش کرے اور اس پہلو سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ساری نمازیں جو اس کے نتیجہ میں

باہر ادا کی جائیں گی ان کی جزا میں بھی اللہ تعالیٰ UK کی جماعت کو شامل فرمالے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے نیکیاں جاری کرنے والوں کے لئے یہی خوش خبری عطا فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جولوگ نیکیاں جاری کرتے ہیں جب تک وہ نیکیاں جاری رہتی ہیں ان نیکیوں کے کرنے والوں کے اعمال کی جزا میں اللہ تعالیٰ نیکیاں جاری کرنے والوں کو بھی حصہ دیتا چلا جاتا ہے مگر جو نیکیاں کرتا ہے اس کی جزا میں سے کچھ کاٹتا نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ لامتناہی قوتوں کا مالک ہے اس کے پاس کمی نہیں ہے۔ پس جو نیکیاں آپ کے ذریعے آئندہ مختلف ملکوں میں قائم ہوں گی۔ یعنی UK جماعت کے بہترین مثالوں کے ذریعے، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے الفاظ میں میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ نیکیاں جاری کرنے والے اپنا اجر بھی پائیں گے اور اتنا ہی اجر خدا تعالیٰ آپ کے حصے میں بھی لکھتا چلا جائے گا۔ پس بہترین موقع ہے کہ اپنی نیکیوں کے مددگار تمام دنیا میں پیدا کر دیں اور ان نیکیوں کی جزائیں آپ کو بخشنے والے تمام دنیا میں پیدا ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جہاں تک عمومی حسن خلق کا تعلق ہے وہ تو کسی اور بیان کا محتاج نہیں۔ میرے تمام خطبات آج کل اسی موضوع پر چل رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبات میں بھی یہ مضمون جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور جماعت احمدیہ کو ایک امت واحدہ بنانے میں ہم سب کو بہترین کردار ادا کرنے کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ